

ان تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ

ترجمہ اگر تم اللہ کی مدد کرے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

مجلس مرکزی حزب انصار مجیدہ

ادارہ عالیہ محمدیہ عسکر یہ محمدیہ فوج کا ترجمان

پندرہ روزہ

ان تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ

ترجمہ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تمہاری مدد کرے گا۔

اعراض و مقاصد

- ۱۔ صحیح اسلامی اصولوں کے ماتحت مسلم نوجوانوں کی عسکریت پر تالیف و اشاعت و تحفظ اسلام
- ۲۔ احیاء و اشاعت علوم و معارف دینیہ
- ۳۔ بذریعہ دارالعلوم عزیز یہ اصلاح رسوم با تبارع شریعت اسلامیہ

مسلم الاسلام

مدنی
ظہور احمد بکوی

شہد حیدر شاہ

معاونین سے دو روپیہ
عوام سے ڈیڑھ روپیہ
برہمن و مالک غیر سے سو دو روپیہ
قائمہ چھانڈے اشاعت
سرانگیزی ماہ کی یکم و ۱۶ کو مجیدہ
پنجاب سے شائع ہوتا ہے
نی پڑچہ ار

جلد ۱۱ بھیس پنجاب ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق یکم فروری ۱۹۴۰ء نمبر ۱۸

خاکسار تحریک میں جاذبیت کس چیز کی ہے؟

(از علامہ سید ابوالاعلیٰ صاحب موڈی)

علامہ مودودی اپنے ایک دوست کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-
”آپ پوچھتے ہیں کہ اس تحریک میں جاذبیت کس چیز کی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ اسی نوع کی جاذبیت ہے جیسی کسی زمانے میں خواجہ حسن نظامی صاحب کی پیری میں تھی۔ ایک لوگ ایک ہی امت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں کمال پس آتا ہے کہ مسلمانوں کو جس وقت جس چیز کا پیاسا دیکھتے ہیں اسی کا لیل لگا کر ایک مصنوعی چیز یا زارین لے آتے ہیں کچھ دن تک لیل کے بل پر وہ چیز خوب چمکتی ہے اور لوگوں میں تلخ تجربات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ محض ایک بازی کر کے لائق کے صفاتی تھی۔ اے مسلمانوں کی بدقسمتی کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ان میں کے بعد دیگرے پیہم ایسے آدمی پیدا ہوتے جا رہے ہیں جو اپنی قوم کے مصائب سے فائدہ اٹھانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس قوم کا کیا حشر ہو گا جس کو خود اس کا رمان اور اس کے فائدہ پاؤں دھوکہ دینے پڑتے جائیں۔“

جھوٹ کی مصنوعی دنیا

آپ نے نازیوں کا یہ مقولہ سنا ہو گا کہ سیاسی پروپیگنڈ سے میں جب جھوٹ بولا جائے تو اتنا بڑا سفید جھوٹ بولا جائے

کہ سچ بنکر دماغوں پر قبضہ کرے ہندوستان میں اس مسلک کا مکمل نمونہ اگر آپ کو دیکھنا ہو تو خاکسار تحریک کے آرگن ”الاصلاح“ کو پڑھا کیجئے اس کے مطالعے سے آپ کو معلوم ہو گا کہ باسفرین پروپیگنڈ سٹ کس طرح جھوٹ سے پوری مصنوعی دنیا بنا کر دکھائی کر سکتا ہے اور سادہ لوح عوام کو بھینانے کے لئے کیسے کیسے پھندے تیار کرتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر ہنسی آتی ہے جو یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ خاکسار تحریک کے چلانے میں جھوٹ سے وسیع پیمانے پر کام لیا جا رہا ہے مگر کہتے ہیں کہ بھائی کام تو اسلام کے لئے ہو رہا ہے یہی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کون سا نیا اسلام آج پیدا ہوا ہے جس کو جھوٹ سے فروغ دیا جا سکتا ہے۔ قرآن اور محدثہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اسلام سے ہم کو روشناس کیا ہے وہ تو جھوٹ کو مٹانے آیا ہے نہ کہ جھوٹ سے فروغ پانے۔

آپ کسی وقت فرصت پائیں تو تذکرہ کو بھی پڑھ کر سے پڑھ لیں۔ یہ ایک عجیب و غریب کتاب ہے تشبیہ کی زبان میں میں کہوں گا کہ یہ ایک ایسا کڑا ہے جس کا تانا حق ہے تو بانا باطل اور بانا حق ہے تو تانا باطل اس مہارت کے ساتھ بننے والے نے اس کو بننا ہے کہ جب تک کوئی شخص دین میں گہری بصیرت نہ رکھتا ہو اور حق و باطل کے امتیاز میں شان فاروقی کا حلق

نہ ہو کبھی تمیز نہیں کر سکتا کہ اس میں حق کے ساتھ کہاں کہاں اور کس کس طرح باطل کا جوڑ ملا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدھے سادھے کم سواد مسلمان جب اس کو پڑھتے ہیں تو حق کے ساتھ ساتھ باطل کا زہر امت کے گھونٹوں کی طرح حلق سے اتارتے چلے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جہاد حرکت عمل اطاعت امیر اور روح عسکری سبھی اسلامی چیز یہ اس میں بھری ہوئی ہیں +

(احقر ابوالاعلیٰ مودودی)

تحقیق کا نشانہ یا خاکساریت

مشرقی کا اپنا بیان امیر غایت اللہ خان صاحب مشرقی اپنی رسوائے عالم تصنیف ”اشادات“ کے باب میں خاکساری تحریک میں جاذبیت کی ایک خاص وجہ تحریر فرماتے ہیں بانی تحریک کے بیان کو قابل اعتبار سمجھتے ہوئے اس جگہ نقل کیا جاتا ہے مشرقی جانتے ہیں۔ ”تحقیق کے نشانے کی طرح لوگ اس زلفا خاکساری تحریک میں شامل ہو گئے عید کے میلوں کا مزا اس میں ہو گا خاکساری کے نشانے کو دیکھتے پھیلے وہ رونق لگے گی کہ تل و دھرنے کو جگہ بانی نہ رہے گی“ (اشادات باب اول منقول از اخبار اصلاح ۱۲ اپریل ۱۳۵۸ھ ص ۲۸)

ملاحظہ

راولپنڈی کمیپ کمیٹی کے متعلق اسلامی جرائد کی آراء

معزز مباحثہ "شرب" راولپنڈی نے مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۸ء کے مقالہ افتتاحیہ میں حسب ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:-

"محمدی فوج کا راولپنڈی میں کمیپ اور ہم" علماء کرام و فقہائے عظام جس طرح قرون اولیٰ سے لیکر جب تک مسلمانوں کی رہائی کے گراں بار فریقین کی ادائیگی سے سبکدوش ہوتے رہے ہیں اسی طرح آج بھی وہ اپنے اہم ترین فرائض سے بے خبر نہیں ہیں۔ اسلامی تاریخ کی حق گردانی اس بات کی شدید تیزبین شہادت پیش کر سکتی ہے کہ جہاں جہاں بھی اسلام کی رہائش کی نفس کشی کے پیدا ہونے کا احتمال ہوا، لوہا نے ہی قوم کے دکھاتے ہوئے قدموں کو سہارا دیا اور صحیح اور صاف راستہ دکھانے میں اعلائے کلمۃ الحق سے کبھی گریز یا پرہیز نہ کیا۔ اگر علماء اور فقہاء کا وجود نہ ہوتا تو اسلام کا صحیح سنی پیرا اسی رنگ میں جس میں کہ اسے ناچار مدینہ نے پیش کیا تھا قائم رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا۔ اسی طرح جہاں علماء اور فقہاء نے منبر پر چڑھ کر دین خدا کی تبلیغ کی، بیوقوفوں، پیروں اور فقیروں نے تصوف اور سلوک کے گوربا بہاٹے کر بڑے بڑے صنم پرستوں اور بت گردوں کی نشاندہی بھی دہر ہوئی۔ مگر اپنی قوم کی بے بسی اور بے غیرتی کو دیکھ کر کلیہ منہ کو آتا ہے۔ بجائے اس کے کہ موجودہ مسلمان علماء اور صوفیاء کی خدمت اسلامی جوہر اسلام کے آغاز سے کرتے چلے آئے ہیں تسلیم کرتے اور ان کا نام احترام سے لیتے۔ انہوں نے اپنی خود غرضیوں اور ہوسوں کا شکار ہو کر یہ ڈوٹڈی پٹا دی کہ شروع سے لیکر آج تک علماء اور صوفیاء اسلام کی تباہی اور بربادی کا موجب رہے ہیں۔ وہ قوم جو خود کمزور ہوتی ہو اور اپنا تاریخی رواں دواں اور بزرگوں کے کارناموں کو ریڈیو یا لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے ہی سن کر دھنکارتی ہے، لیکن عمل کرنے کو قدم نہیں اٹھاتی، یہی بات کہا کرتی ہے شکر سے قادر مقالہ کا کہ محمدی فوج کے اراکین نے اپنے شاندار کمیپ کے ذریعہ سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مسلمانوں کی تمدنی اور عسکری تنظیم کے نہ صرف خواہشمند ہیں بلکہ جیتے جاگتے پیکریں اور ان کے مقصد ہدایہ اور قد و دی پڑھانے کا محض یہ نہیں کہ مسلمان دنیاوی ترقی اور بہتری سے تعلق سے خبر ہو جائیں۔ بلکہ مسلمانوں کی زندگی اور اسلام کا عروج تنظیم اور عمل سے وابستہ ہے خانہ ان چشتیہ کے چشمہ و چراغ یعنی صاحبزادہ پیر غلام محی الدین صاحب نے اپنی خانہ دینی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے فوج محمدی کی باگ دہانہ اپنے ہاتھ میں لی۔ اس طرح میدان تصوف

کا یہ شہسوار بحیثیت قائد مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گہوی اسلام کی عظمت اور جلال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فوج میں پیش پیش رہے۔ کمیپ کے سرکردہ قیام نے بے مثال تنظیم، شاندار مارچ اور اعلیٰ طریق قواعد سے ثابت کر دیا ہے کہ اراکین فوج محمدی مسلمانوں کی بگڑی کو بنا کر چھوڑ بیٹھے۔ متذکرہ بالا ہستیوں کی قابلیت اور لیاقت کا ذکر کرنا تکفیل حاصل ہے۔ مصنوعی جنگ نے قرون اولیٰ کی جنگوں کا نظارہ پیش کیا اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ہم چودھویں صدی کے لوگ پہلی صدی سے گزر رہے ہیں۔

راولپنڈی کے موقر جریدہ "سبحان" ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء کا مقالہ افتتاحیہ بعنوان اجتماع انصار المسلمین، اسی کمیپ کے متعلق شائع ہوا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ (فوج محمدی کے سپاہی) خاکساروں کی تنظیم اور عسکریت کو تو لپک کر نہیں لیکن بانی تحریک خاکساران کے بعض خیالات اور تذکرہ کی بعض عبارتوں سے اختلاف رکھتے ہیں جیسا کہ وہ کئی بار اعلان کر چکے ہیں۔

خدا ما صفا و دعما لکیر دوسرے الفاظ

میں ہیں یہ کہنے کا حق حاصل ہوگا۔ مولوی صاحبان یا خاکسار جماعت سے اختلاف رکھنے والے حضرات اپنے خیالات کا اظہار نیک نیتی سے فرماتے تھے اور ان کو قوم کی عسکری تنظیم سے کبھی اختلاف نہیں تھا مگر بانی تحریک خاکساران سے ان کا اصولی اختلاف نہ ہوتا۔ تو یقیناً یہ لوگ خاکسار جماعت میں بلا عذر شامل ہو جاتے۔ اسی بنا پر انہوں نے اچھی چیز قبول کر لی اور بری چیز کو چھوڑ دینے کے اصول پر عمل کیا۔ اور ایک علیحدہ جماعت کی ابتدا کر دی۔ اس جماعت کی شاخیں نہ صرف راولپنڈی بلکہ دیگر کئی شہروں میں بھی قائم ہو گئی ہیں کیمپور، میاوالی، اضلاع کے علاوہ صوبہ سرحد و پنجاب کے دیگر شہروں میں بھی لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔

خاکساروں کی طرح انصار المسلمین نے بھی اپنا ایک عظیم الشان اجتماع (فوجی کمیپ) تین روزہ تاریخ ۸-۹-۱۰ دسمبر ۱۹۳۸ء دسمبر گراؤنڈ راولپنڈی منعقد کیا۔ اس جماعت کے ممبروں کی تعداد سینکڑوں تک ہو چکی ہے مذکورہ بالا مقام پر نظارہ نہایت قابل دید تھا متعدد کمیپ لگائے گئے۔ امتیازی علم لڑے تھے۔ اور ان کے مخصوص دائرے میں فوجی قسم کا بہرہ تھا جہاں سے کوئی شخص بلا پاس اجازت نامہ کے گز نہیں سکتا تھا۔

۱۰ دسمبر کو عام پبلک سڑاؤں کی تعداد میں اس نظارہ کو دیکھنے گئی مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب

مولوی محمد بخش صاحب، شیخ محمد سمیع صاحب و دیگر اکابر قوم بھی راسمانی فرما رہے تھے۔ ہم بجے شام مولانا مولوی ظہور احمد صاحب گہوی قادیان سے ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ اس کے بعد پیر ودھانی قبرستان کے مغربی حصہ میں مصنوعی جنگ کا نظارہ سڑاؤ لوگوں نے دیکھا۔

روزنامہ "شہناز" لاہور نے مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۹ء کی اشاعت کے صفحہ اول پر راولپنڈی میں فوج محمدی کے کمیپ کی کارروائی کے خصوصی نامہ نگار کی طرف سے درج کی گئی جس میں خطبہ کے متعلق تحریر کیا گیا ہے کہ

"دس ہزار آدمیوں کے اجتماع میں مولانا ظہور احمد صاحب گہوی نے ایسا جامع مائع مقبول اور مدلل خطبہ ارشاد فرمایا کہ علامہ شرفی کے تمام خطبوں پر اپنی پھر کر رکھ دیا۔ آپ کے خطبے پر سامعین غش غش کرا تھے۔"

امارت شریعہ صوبہ بہار کا ترجمان یعنی جریدہ "نقیب" پھولاری شریف (صوبہ بہار) کے محترم مدیر تحریر فرماتے ہیں:- "مشرقی کے دوسرے عقائد یا اطل سے واقعی قطع نظر کر کے بھی تحریک خاکسار تہذیبی نقطہ نظر سے غور کیا جائے تب بھی یہ تحریک ایک باطل تحریک ثابت ہوئی کیونکہ خاکسار کھیلے اصولاً لازم ہو کہ وہ مشرقی کو امیر مطلق تسلیم کرے اور اس کی اسی طرح اطاعت کرے جس طرح بنی کویم کی اطاعت کی جاتی تھی اور اس امیر مطلق پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا جس طرح بنی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا، اس اصول کی بناء پر بھی تحریک خاکساریں شرکت مسلمانوں کیلئے حرام ہو کر بنا جائے امر میں کسی شخص کی اطاعت حرام ہے اور ہر شخص پر جائز اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

خاکسار تحریک میں شرکت کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی عقیدہ سے علیحدہ ایک عقیدہ رکھا جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسکی شرکت سے علیحدہ رہیں۔ اگر وہ وردی بن کر پریڈ کرنے کے لئے خاکسار بنیں تو وہ احرار کے رفقا کا بن جائیں یا سحاب میں چھوٹی جہ کے نام سے جو تحریک شروع ہوئی ہے اس میں شرکت ہو جائیں کہ یہ دونوں تحریکیں فوجی ہیں اور ان میں اسلامی عقیدہ کے خلاف کوئی بات نہیں ہے۔" (نقیب ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۱)

بقیہ ملاحظہ ص ۱ پر

لے یخطیبہ جنہاں اسلامی جہاد علیحدہ ٹرکٹ کی صورت میں شائع ہو چکا ہے خواہشمند اصحاب ناظم ادارہ عالیہ محمدیہ عسکر یا کیمپور پنجاب سے بقیہ بات ایک پیسہ طلب کر سکتے ہیں۔ محصول ایک دو پیسہ

تاکس اسلام

بھیرہ - یکم فروری ۱۹۴۰ء

مسلم لیگ اور خاکسار خداوندان لیگ کی خدمت میں موعبانہ گزارش

(وسط ششم)

فرعون مصر نے قطعی اقتدار کے اٹھانے کے لئے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرانے کی پالیسی پر عمل کیا مگر دور حاضرہ میں غلوب اقوام کے دلوں سے جذبہ حریت اور قومی عصبیت دور کرنے کے لئے مغربی اقوام نے نئے نئے "مذہب" طریقے ایجاد کئے ہیں جنہیں تعلیمی سکیموں کے ذریعہ رائج کیا جاتا ہے اکبر الہ آبادی مرحوم نے فرمایا تھا کہ

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
انہوں نے فرعون کو کالچ کی نہ سوچھی

تعلیم و تادیب کے ذریعہ جو نوجوانوں کو بھی حضرت انسان اپنا مطیع و منقاد بنالیتا ہے جنگلی جانور اپنی وحشت کو ترک کر کے دم ملاتے ہوئے انسان کے سر حکم کی تعمیل کے عادی بن جاتے ہیں۔ ان کے دلوں سے حریت و آزادی کے جذبات تعلیمی اوزاروں سے فنا کر دئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی خاندانی و موروثی روایات و عادات حضائل و رواج وغیرہ کو فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ سادہ جیسا مذہبی جانور مذہبی نہیں رہتا۔ شیر اور مانتھی جیسا ذور آور جانور ایک عاجز و ناتواں انسان کے اشارہ پر سرسوس میں تاج کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے مغربی اقوام نے بھی کمزور قوموں کو اسی طریقہ سے اپنا مطیع بنا رکھا ہے ان کی نوجوان نسل کو اپنی قومی روایات و حضائل تمدن و معاشرت سے متنفر کر دیا جاتا ہے۔ غلامی کے جراثیم ان کے قلوب میں اچھی طرح پروزش پائے لگتے ہیں کانگریسی زعماء نے بھی اپنے چند روزہ دور حکومت میں مشرقی ہوتے ہوئے مغربیوں کے طرز عمل کی تقلید کا فیصلہ کیا اور بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ہے

مشرقی قوس دشمن کو کچل دیتا ہے
مغربی اسکی طبیعت ہی بدل دیتا ہے

مغربی حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پراچین بھارت یعنی قدیم ہندوستان کے رنگ میں تمام ہندوستانیوں کو رنگنا چاہا۔ اور "ودیا مند سکیم" کے نام سے ایک تعلیمی سکیم مرتب کی۔ اس سکیم کے واضعین کے ذہن میں چونکہ پراچین بھارت کا تصور موجود تھا لہذا اس ملک میں

مسلمانوں کا وجود ان کے ذہنوں میں نہ تھا۔ اسی لئے لازمی طور پر یہ سکیم مقدس مذہب اسلام کے پاکیزہ اصولوں سے ٹکرائی۔ مسلمان ہند میں میجان عظیم پیدا ہوا جس طرح انگریزی حکومت کے ابتدا میں علی گڑھ کالج کی مخالفت مذہبی حلقوں کی طرف سے ہوئی تھی۔ اور علمبرداران مذہب نے فزنی مقاصد کو زور فرامیت سے بھانپ لیا تھا اسی طرح جمعیت العلمائے ہند امارت شرعیہ ہمارے اس اسکیم کے خلاف آواز بلند کی اور مسلم لیگ نے بھی اس سکیم کی مخالفت کو سیاسی حربہ کے طور پر کانگریس کے خلاف استعمال کیا مگر افسوس ہے کہ کانگریسی وزارتوں کے مستغنی ہوجانے کے بعد مسلم لیگ نے واردہا سکیم کی مخالفت ترک کر دی ہے ۱۹ دسمبر کو گورنر سی پی نے ودیا مند سکیم کے نفاذ کی منظوری دیدی۔ مگر ۱۷ دسمبر کو یوم نجات منانے والے لیگیوں نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ بلکہ سی۔ پی۔ گورنر کی مطلق الحنان حکومت کے قیام پر سجدہ شکر ادا کیا۔ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی پروا نہیں اور لیگ نے ودیا مند سکیم کی مخالفت سیاسی اغراض کے لئے کی تھی۔ کانگریسی وزارتوں کے استعفا سے وہ غرض جو تکروری ہو گئی۔ لہذا اب اس سکیم کے خلاف جدوجہد کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے ۱۹ دسمبر کو گورنر سی پی کی منظوری کے بعد سکیم رائج ہونے پر بھی "یوم نجات" اسی شان و شوکت سے منایا گیا۔ سادہ لوح مسلمان تو یہی سمجھے ہوئے تھے کہ واردہا سکیم اور ایسی ہی دیگر کانگریسی سکیموں سے نجات مل گئی۔ مگر آج وہ حیران ہو کر ارباب لیگ سے یہ دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ کے دعاوی حمایت مذہب کہاں گئے اور کانگریسی وزرا کے بجائے گورنر سی پی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر کونسی خرابیوں کو دور کیا ہے اور کونسی ایسی نئی روئیں اختیار کی گئے جسکی بنا پر ہمیں سجدہ شکرانہ اور یوم نجات منانے کا حکم دیا گیا تھا۔ علاوہ ارباب لیگ اگر ودیا مند سکیم کو از روئے مذہب اسلام مفسر سمجھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ خاکساری تعلیم کی حمایت میں سر جگہ سرگرم عمل ہیں۔ خاکساری تعلیمات اور واردہا سکیم کے مقاصد میں سرسوفرقی نہیں جس منہ اور قلم سے واردہا سکیم کے خلاف ہنگامہ زانی

پیدا کی گئی تھی وہی منہ اور وہی قلم خاکساریت کے بے بنیاد پراپیگنڈا کرنے کے لئے وقف ہو چکا ہے مذہب اسلام خیر اگر کانگریسیوں کی طرف سے جو تو ہمارے "لیگی اکابر" ختم ہو گئے مگر میدان میں نکل آئیں اور اسی قسم کا خیر اگر مشرقی کی طرف سے جو تونہ صرف اس کی حمایت کی جائے بلکہ اسے اسلام کا غازی اعظم ثابت کرنے کے لئے حسن نظامی جیسے سرکاری فیل بھی اپنے قلم کو جنبش دیں۔

علاوہ ازیں کیا ارباب لیگ بتا سکتے ہیں کہ خیاب و بنگال کی مسلم لیگی وزارتوں نے آج تک سابقہ نصاب میں کونسی ایسی اصلاح کی ہے جو مسلمان بچوں کی ذہنیت کو اسلامی بنانے میں مدد دے سکے۔ خالص اسلامی صولوں کے لیگی وزرا نے کانگریسی سکیم کے جواب میں کونسی ایسی سکیم مرتب کی ہے جو اسلامی نقطہ نگاہ سے صحیح اسلامی جذبات پیدا کرنے والی ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ مسلم وزرا بھی کوئی ٹھوس اسلامی حدیث انجام دیں اور اپنے دور حکومت میں سابقہ حکومت کی غلطیوں کی تلافی کریں مگر ہماری یہ آرزو پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ اگر ہمارے زعماء مذہبی احکام سے یوں ہی کنارہ کش رہیں اور مسلم قوم کے مذہبی مطالبات سے ایسے ہی روگردان رہیں تو پھر بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ہے

نہ نماز سے نہ روزہ نہ زکوٰۃ سے نہ حج سے
تو خوشی پھر اس کی کیا کوئی جڑ کوئی جڑ سے

محض لیگ کے ساتھ لفظ مسلم کا دم چھلکا لکھ لینے یا وزراء کا اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے اسلامی مسائل طے نہیں ہو سکتے اسلام جماعتوں کی طرف سے آج تک جو اعتراضات وارد ہا سکیم پر گئے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

واردہا سکیم کی قابل غرض وفتا

- ۱۔ رٹاکے اور دیگر یوں کی تعلیم مخلوط ہوگی
- ۲۔ اس تعلیم سے بچے کو دین نشین کر دیا جائیگا۔ کہ بنیادی سچائیوں کے اعتبار سے تمام مذاہب کیان ہیں تمام مذاہب اپنے اصولوں کے لحاظ سے سچے ہیں۔ اور کسی مذہب کو دوسرے مذہب پر فضیلت نہیں تمام مذاہب اہم اصولی باتوں میں بالکل ایک جیسے ہیں۔
- ۳۔ بچوں کو اس بات کی تعلیم دی جائیگی کہ امبا اعلیٰ کے ذریعہ ہی دنیا میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے
- ۴۔ مذہبی تعلیم کسی کتاب کے ذریعہ نہیں دی جائیگی
- ۵۔ حملہ بانیان مذاہب کو خدا کا فرستادہ بنا کر سب سے یکساں محبت و تعلق سکھایا جائیگا۔
- ۶۔ مسلمان بچوں اور مسلمان بچیوں کو گائے بجانے کی اور مصوری کی تعلیم دی جائے گی۔
- ۷۔ واردہا سکیم کے متعلق حسب ذیل اصلاحات یا ترمیموں کا مطالبہ اسلامی مجالس کی طرف سے آج تک ہوتا رہا ہے۔
- ۱۔ لڑکیوں اور لڑکوں کی مخلوط تعلیم نہ ہو۔
- ۲۔ مسلمان بچوں کو گائے بجانے اور نال سر کی تعلیم نہیں دی جاسکتی۔
- ۳۔ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو تصویر کشی یعنی جاندار کی تصویریں بنانا اور سیکھنا جائز نہیں۔
- ۴۔ ابتدائی تعلیم کے زمانے میں مذہبی تعلیم لازم ہو اور نصاب کی ترتیب کے وقت اس امر کا

بصائر و عیاد

اسلامی سال کا آغاز و انجام

بلاء مبین اور صبر و استقامت کی درس گاہ

بناکر دند خوش رسمے بجاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

۱۳۵۹ھ ختم ہوا۔ یکم محرم الحرام سے ۱۳۵۹ھ ہجری کا آغاز ہوگا۔ اسلامی سال کے انجام و آغاز میں مسلمانوں کے لئے درس عبرت موجود ہے۔ اسی میں مسلمانوں کی ابتداء و انتہاء کی تاریخ کا خلاصہ موجود ہے۔ اسی سے مسلمان اپنے لئے ترقی و فلاح و این کارائے تلاش کر سکتے ہیں ذوالحجہ کا مہینہ قربانی کا پیغام لیکر آیا۔ اس نے سیدنا اسماعیل و ذیح عبداللہ علیہ السلام کی بے مثال قربانی، صبر و استقلال اور خدیہ فدائیت کی باتا زہ کر دی۔ قرآنی آیات نے ابراہیم و اسماعیل علیہما و علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی دعوت دی۔ مساجد کے محراب و در سے ابراہیمی یاد کا رونا نے کا حکم ہوا۔ قربانی کرنے والوں کو ساتھ ہی سلام کیا گیا

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومًا
وَلَا دِمَآءًا وَلَكِنْ
يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

اللہ کو نہیں پہنچتا انکا گوشت
اور نہ ہی ان کا ہونہ۔ لیکن
اس کو پہنچتا ہے تمہارے
دل کا ادب۔ (سورہ حج)

یعنی جن جذبات صادقہ کے ماتحت خوشدلی اور جوش محبت کے ساتھ قیمتی چیز اللہ کے نام پر قربان کر رہے ہو۔ اللہ کے ہاں اسی جذبہ کی قدر ہے ورنہ محض جانور کو ذبح کر کے گوشت کھانے یا کھلانے یا اس کا خون گرانے سے اللہ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس قربانی کے ذریعہ ظاہر کردو کہ تم بھی اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہو۔ اور اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انتہائی اشیاء و قربانی کے لئے آمادگی اپنا وض سمجھتے ہو۔ جانور کی قربانی کرتے ہوئے اس حالت کا بھی تصور کرو جبکہ اللہ کا پیارا خلیل نوسے برس کی عمر میں اپنے اکلوتے معصوم اور سارے پیچھے اسماعیل کو فدا کر دیا تھا۔

يَا قَتِيلِي يَا قَتِيلِي
يَا قَتِيلِي يَا قَتِيلِي
يَا قَتِيلِي يَا قَتِيلِي
یہ میرے بیٹے ہیں نے خواب
میں دیکھا میں تجھے ذبح کرتا
ہوں۔ اب تو دیکھ تیری
کیا رائے ہے

تعلیم صبر و رضا کے شاہ سوار نے فوراً جواب دیا
لَا اَنْتَ اَفْعَلُ مَا
تَوْفَّقُ مَتَجِدُ فِي رَأْيِ
نَشَاءُ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ
کہا اے میرے بچہ! اگر وہاں
جو تجھ کو حکم دے تو اسے خدا نے چاہا
تو آپ مجھے صابرا بنانے
بارگاہ ایزدی میں عشاق بارگاہ کا جذبہ اختیار مقبول
و منطوق ہوا۔ بلاء مبین میں ثنابت قدم رہ کر باپ اور بیٹے
نے عظیم الشان مرتبہ حاصل کیا۔ ابراہیمی ملت کے
نام لیواؤں کے لئے ہر سال کے اختتام پر یعنی ماہ ذوالحجہ

خیال رکھا جائے کہ لڑکوں کا کورس لڑکوں کے
مناسب حال ہو اور لڑکیوں کا کورس ان کے
لائق سوجھیں اور خانہ داری و گھریلو صنعتوں
کی تعلیم کا خاص انتظام کیا جائے۔
۵۔ تعلیم کی پوری اسکیم میں کوئی ایسی بات نہ آئے
پائے جو مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہو۔

رامنور از رپورٹ مرتبہ جمعیت العلماء ہند
داروہا اسکیم پر مسلمانوں کے جائز اعتراضات اور اس کے
واضعین سے علمائے ہند کے معقول مطالبات اور مسلم لیگ
کی طرف سے مذکورہ سکیم کے خلاف نفرت کے اظہار کے بعد
مسلمان ہند کا فرض ہے کہ متفقہ طور پر ایسا اقدام کریں کہ مسلم کش
و دلاز اسکیم کسی جگہ بھی رائج نہ ہو مگر تعجب ہے کہ مسلم لیگ
کے بعض ذمہ دار اکابر اس واردہ اسکیم کی تعلیمات کو ہندوستان
میں رائج کرنے پر آمادہ ہو رہے ہیں انشاء اللہ ہم آئندہ اقباط
میں قارئین پر واضح کر دینگے کہ سیاسی زعماء کا رجحان کس قدر
لامذہبیت کی طرف دن بدن بڑھ رہا ہے۔

مسلمانوں کا سب سے پہلا مطالبہ کانگریسی
زعماء سے یہ تھا کہ وہ وہاں مسکیم میں
سے مخلوط تعلیم کا طریقہ دور کریں۔ مگر
ہماری حیرت زدہ نگاہیں یہ دیکھ حیران ہیں

کہ پنجاب کی اسلامی حکومت کے اسلامی وزیر میاں عبدالحی صاحب
نے صوبہ پنجاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کی سکیم رائج
کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور آج کل ان کا بل صوبہ کی مجلس میں
کے زیر غور ہے یہ میاں عبدالحی صاحب وہی بزرگ ہیں جنہوں نے
ایک دفعہ تقریریں ارشاد فرمایا تھا کہ مذہب انسانوں کا پرائیویٹ
معاملہ ہے ہم تمام ہندوستانی ہیں اور اس ملک کے باشندے
ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں، شیعہ، ہندو،
۱۳۵۹ھ بھی میاں صاحب ماہ دسمبر میں کانڈھی کے حضور میں
ایرائی کا شرف حاصل کر کے نئے ناشرانے لکھائے ہیں۔ یہ بل
فرخندہ کی کو پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا اور اس بل کی تائید میں سیکرٹری
بگم شاہ نواز اور میاں عبدالحی وغیرہ نے جو تقریریں کی ہیں اگر یہی تقریریں
ایسی قسم کا بل کوئی کانگریسی وزیر پیش کرتا تو ہندوستان میں اسلام
کی توہین کے نام سے طوفان کھڑا کر دیا جاتا۔ لیکن پنجاب کے مسلم
وزراء نے اسلام کے نام پر پنجاب میں واردہ اسکیم کا ابتدائی
حصہ رائج کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اسلام کے نام پر ووٹ
طلب کرنے والے مسلم لیگانے اس بل کی تائید کر کے مفاد ملت
کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

میاں عبدالحی کے مذکورہ بل کے متعلق
جہاں سرسنگد جیات نے ہفتی پنجاب
جگہ جو فیصلہ صادر کیا ہے اس سے
قطع نظر شہاب الدین سپیکر اسمبلی

نے قرآن مجید کے متعلق جو دلائل و براہین پیش کیے وہ حد
قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے۔ ہم اس کے متعلق اپنی طرف
سے کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔ روزنامہ شہناز لاہور مسلم لیگ
کا حامی اور ترجمان ہے۔ اس موقع پر روزنامہ مذکور کے ناظرین
نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا نقل کر دینا ہی کافی ہے۔
ہیں۔

بقیہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

میں اس عظیم الشان واقعہ کی یادگاریں بصائر و عیاد میں
سنہ ہجری کے نئے سال کا پہلا مہینہ یعنی ماہ محرم الحرام
منزل عشق کی قربان گاہ کا نشان تبتلاتا ہے محبوب کی رضا
حاصل کرنے کا طریقہ اور میدان تسلیم و رضائیں ثابت قدم
رہنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
کے غلاموں کو حیات جاودانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے کمزور
بسکس مجبور و مظلوم اقوام کو حریت و آزادی کا درس دیتا ہے
ظالم و جاہل حکمرانوں کے سامنے اعلاء کلمتہ الحق کا طریقہ بتلاتا ہے
اسی ماہ کی دسویں تاریخ کو کربلا کے چھپتے ہوئے صحرا پر جہاں
یزید یوں نے اپنی بدترین شقاوت کا مظاہرہ کیا وہاں خاندان
رسول کے نامور افراد نے اپنے پیارے حلقوم پر بخیر کا چلنا گوارا
کیا مگر رنج و صداقت سے استراحت قبول نہ کیا ان مقدس انسانوں
کی شہداء قربانی کے واقعات تاریخ عالم کے صفحات پر زریں حروف
سے چمک رہے ہیں۔ اسلام و اسلامیان کو ملت کے ان
جلیل القدر افراد پر بجا طور پر نماز گئے جنہوں نے اُس وقت
میں اسلام کی لاج رکھ لی۔ امت محمدیہ کو صحیح راہ عمل بتلایا اور
فاستق و فاجر حکمران کی اطاعت پر شہادت کو ترجیح دی۔ امارت
مطلقہ کے مدعیوں اور اسلام میں امیر کی اطاعت کو مطلق اور
غیر مشروط قرار دینے والوں کی ضلالت کا راز آشکارا کیا۔ جگر گوشہ
بتول نے میدان کربلا میں اپنے عمل سے اپنے نام کی امت کو
خونی حروف میں پیغام دیا کہ خبردار! جالغ و فریبی جان نثاری
میں ہی زندگی کا راز مضمر ہے۔ اپنی جان و آبرو کو ایمان کے
لئے نثار کر دو۔ جان اگر جاتی ہے سے تو جانے دو مگر اپنے
فرض منصبی کو بھرا کرو۔ لقیہ کی آٹھ میں حق و صداقت کا خون نہ
کرو۔ اگر لقیہ اسلام میں جائز ہوتا یا میرے خاندان کے کسی
فرد نے کسی وقت بھی لقیہ پر عمل کیا ہوتا۔ تو میں آج لقیہ پر عمل
کر کے اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں بچا سکتا۔ مگر یاد رکھو! لقیہ
کا مسئلہ ایجاد کرنے والے اسلام کی روح سے بے خبر ہیں۔
حق و صداقت کے راستہ میں جان دینا اور رہ تسلیم و رضا میں
ثبات قدمی سے جادہ پیارنا عشاق بارگاہ الہی کا خاصہ ہے۔
دنیا نے حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھا کہ شہنشاہ انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ حیدر گرام کا فرزند اور سیدہ فاطمہ قریب
عہدا کا سخت جگر لاق و وق میدان میں سر ارا و اشتیاء کے سامنے
کھڑے ہوئے۔ یزید کی بیعت یا کسی کی موت میں سے ایک
راستہ اختیار کرنے میں آزاد رہے۔ یزید کی بیعت سے
دنیا کی مسرتوں کے حصول کی امید ہے۔ مگر سیدہ کا لال
ایدی زندگی کی راحت پر عارضی مسرتوں کو قربان کر کے صبر و رضا
کے میدان میں بنو آزاں ہوتا ہے۔ ہر طرف سے صدائے

مسلم لیگ اور خاکسار

بقیہ صفحہ ۱

مختلف تراجم

قرآن مجید کے جس قدر تراجم مختلف زبانوں میں موجود ہیں ان میں سوائے زبان کے مختلف ہونے کے معانی میں سرسبز فرق نہیں لیکن پچھلے دنوں جب پنجاب اسمبلی میں "تعلیمی بل" پر بحث ہو رہی تھی۔ تو اس بل کی مخالفت میں پنجاب اسمبلی کے ایک رکن نے قرآن مجید کی چند آیات متقدمہ کا حوالہ دیا جس پر پنجاب اسمبلی کے سپیکر چوہدری سرشہاب الدین نے کہا: چونکہ آیات قرآنی کے ترجمہ کے متعلق دنیا کے دو مسلمان بھی متفق نہیں ہو سکتے اس لئے کسی بحث میں آیات قرآنی سے دلیل پیش نہیں کی جاسکتی یہ الفاظ پنجاب اسمبلی کے مسلمان سپیکر کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اسلام کے بزرگین دشمن بھی قرآن کریم کے ترجمہ کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار نہیں کر سکے۔

قرآن اور مسلمان مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے قرآن کریم ایک شعل ہدایت ہے ہر نئے قانون کے جواز اور عدم جواز کے متعلق مسلمان قرآن مجید سے دلائل حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ مخلوط تعلیم کے بل کے متعلق بھی ایک مسلمان رکن اسمبلی نے قرآن مجید سے دلائل پیش کرنے چاہے۔ لیکن اس صوبہ کی اسمبلی کے مسلمان سپیکر نے محولہ بالا خیالات کا اظہار کیا۔ پنجاب اسمبلی اکثریت والا صوبہ ہے۔ لیکن اس صوبہ کے مسلمانوں میں قرآن مجید کے احکام کی مداخلت برداشت نہیں کی جاتی

اسلام خطرہ میں

اگر ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اقلیت ہو۔ کوئی ایسا بل پیش ہو جس کے مندرجات اسلامی سپرٹ اور شکار دینی کے منافی ہوں تو ظاہر ہے کہ ان اسمبلیوں کے مسلمان ارکان اپنی مداخلت اور بل کی مخالفت میں آیات قرآنی کا حوالہ دینگے لیکن اس وقت ان اسمبلیوں کے صدر نہایت آسانی سے سرشہاب الدین کا یہ فتوے پیش کر سکتے ہیں کہ چونکہ آیات قرآنی کے معانی کے متعلق دنیا کے دو مسلمان متفق نہیں ہو سکتے اس لئے قرآن سے دلائل پیش نہیں کئے جاسکتے غیر مسلم سپیکر کے ان الفاظ کے بعد مسلم اقلیت والے صوبوں میں شور مچایا جائے گا "اسلام خطرہ میں ہے" اس قسم کا شور و غوغا بے معنی ہو گا۔ کیونکہ ان صوبوں کے سپیکر ایک ایسے صوبہ کی اسمبلی کے صدر کا حوالہ دے چکے ہونگے جو نہ صرف خود

احسن و مرعہ بلند ہوئی۔

ظلم کی تاریکیوں میں حق و صداقت کی چمک سب باطل بیٹوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ بالآخر خونیں شفق میں انقلاب اسلام غروب ہو گیا۔ بادیہ ضلالت کے سرگردان اپنی عارضی کامیابی پر شاداں و فرحان کوفہ کی طرٹ روانہ ہوئے مگر

آں کرب و بلا چو باد صحرا گداز شد
چشم زدن آں سیل فنا بگذشت
پنداشت بزمی کرب شد کشتہ حسین
اوزدہ سباز و فوج اعدا بگذشت

اور لقبول مولانا محمد علی جوہر مرحوم سے

قتل حسین اصل میں مرگِ نیریز ہو
اسلام زندہ ہونا سے سرکھلا کے بعد

در اصل حق کی فتح ہوئی، باطل کے اصول کی شکست ہوئی۔ سر دیکر اور اپنا اہل و عیال اللہ کے راستہ میں قربان کر کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ثابت کر دیا کہ مرد مومن کے لئے اسلام سے زیادہ اور کوئی محبوب چیز نہیں، اہل و عیال زن و فرزند مال و جان سب کو اللہ کے راستہ میں قربان کر کے ایمان و اسلام کے علم کو قائم رکھنا ہر مسلم کا فرض اولین ہے، افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائز پر عمل کر کے تلواروں کے سایہ میں حق کی آواز بلند کرنا مسلمان کی زندگی کا محبوب لائحہ عمل ہے۔ جان جسی غریزہ قربانی کی جاسکتی ہے مگر حق و صداقت سے انحراف نہ کرنا مرد مومن کے لئے محال ہے۔

سردار نہ داد دست و دوست نیریز
حقا کہ بنائے لالہ سہت حسین

مگر آہ! آج اسی صاحبزین کے نام لیوا دنیا میں اس شدید غفلت کی یاد گار داتا ہے جو بے صبری کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا اس سے مقدس شہداء کی رو جس بے چین ہونگی جس مقصد عزیز کیلئے انہوں نے اپنے متاعِ عمر کو قربان کر دیا اس مقصد کی خلافت ورزی ہوتے دیکھ کر انہیں کس قدر رنج ہونا ہو گا حسین رضی اللہ عنہ کا سچا اور اصلی نائب وہی ہے جو ان کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ دے کسی نے کیا خوب کہا ہے

حسین زندہ ہیں حینت میں چین کرتے ہیں
حسد ہے ان کو جواب شور و شین کرتے ہیں

><

ضروری گزارش جن حضرات نے چندہ نذر لایمینی آرڈر دائر کیا وہ فرمایا تھا۔ ایسے حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ چندہ نذر لایمینی آرڈر ارسال فرما کر مٹون فرائض موزہ طلب کرنے والے حضرات بھی اپنے غنیمت سے مطلع فرمائیں۔ (منیالبحر)

بلکہ مسلم اکثریت والے صوبہ کی اسمبلی کا اسپیکر تھا
دین و سیاست

ارباب سیاست کو چاہئے کہ وہ دین کے متعلق رائے زنی نہ کرتے ہوئے دامنِ دمر داری کو ترک نہ کریں۔ اسلام کے متعلق جب انہیں کوئی علم نہیں۔ تو انہیں کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زبان سے ایسے کلمات نکالیں جو ایک غیر مسلم بھی اپنی زبان پر نہیں لاسکتا

پردہ نسوان اور خاکساری تعلیمات

وارد ہوا سکیم کے رو سے لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم اسلامی حلقوں میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی مسلمانوں نے جھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کی یکجا تعلیم کو بھی احکام اسلام کے منافی خیال کیا مگر خاکساروں کے امیر مشرقی صاحب جو ان مردوں کے دوش بدوش جو ان لڑکیوں کو پردہ کا حکم دیکر وارد ہوا سکیم سے بھی چند قدم آگے نکل چکے ہیں۔ لکھنؤ کے محاذ کی کمان سردار اختر بیگم حیدر آبادی کو دی گئی تھی اور سردار اختر حبیبی کئی جوان لڑکیاں صدام خاکساروں کے جھرمٹ میں تقریریں بھی کرتی ہیں۔ اور ان کے کہیوں میں رہ کر کسی پردہ کے بغیر جو ان خاکساروں کیساتھ اختلاط و ارتباط پر عمل پیرا ہیں مگر کسی مشرقی زدہ اوکسی لیگی نے مشرقی سے نہ پوچھا کہ قرآن مجید سے پردہ کی آیات کب منسوخ ہوئی ہیں۔ اور یہ قیاس جالچا ہلبہ کب سو جائز ہوا ہے۔ اور مشرقی صاحب مسلمانوں کو کس قرآن پر عمل کی دعوت دے رہے ہیں؟ (ربانی)

المشرقی علی المشرقی طبع اول تہذیب و صفحہ ۹۲ یعنی مشرقی کے عقائد اور اس کی تحریک

کے خلافت افغانستان سرحد آزاد اور ہندوستان کے تقریباً خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے تبصروں بیانات اور فتاویٰ، منتقد مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابلِ مجموعہ، قیمت ۳۳ محمولہ ایک انٹرنی سینکڑہ پندرہ روپے پچاس کی قیمت پر محصول لاگ ملنے کا پتہ منیجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

ضرورت جریدہ شمس الاسلام کیلئے نائب مدیر کی ضرورت ہو

جریدہ کی پالیسی کے ساتھ متفق ہونا اور عقائد کے لحاظ سے خالص سنی تفسیری ہونا ضروری ہو جاری تحریر رکھنے والے صاحبِ کلام صحیح دینی جائیگی تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے جو صاحبِ المہیت رکھتے ہیں اپنی درخواست مدیرِ جریدہ شمس الاسلام کے پاس روانہ فرمائیں (منیجر)

شہیدیت کا پیغام

(اثر فامہ: حضرت علامہ سیاح اکبر آبادی)

اے عزادار! بند اے دوزخستان شہید
ہاں ہمتاری سرخ آنکھوں سے سمند میں رواں
ہاں ہمتاری سے دل ہماری یاد سے صدیہاں ہیں
ہاں خیالوں میں ہمتاری سے راسخ الایمان میں ہم
لیکن اس ماتم گساری سے ہمیں کیا فائدہ؟
رسم عالم ہے کہ جب دنیا میں مرناسی کوئی
کیا بوجہ ہم پر بھی رسوا کوہ تراں سمجھے ہو تم؟
کیوں نظر قرآن کے اعلان پر عاقی نہیں
اب رہی مظلومی و سحارگی و بے کسی
خاک و غول سے کھیلے ہیں جنگ کے میدان میں
حق و باطل میں جو ہوتا ہے خیال امتیاز
سچی کیسا رشتہ آداب دنیا کاٹ کر
سم سے جدا ان حیات و موت اکتھا نہیں
کھوکھی اور پیاسی ہو مگر غرض ہوتی نہیں
بندش آب و غذا سے ہم نہیں ہوتے اداس
اہل دنیا جن لذت سے یہاں سرشار ہیں

اے وفاکیشان محفل غم گساران شہید
ہاں ہمتاری جسم پر ہیں سینہ کوئی کے نشان
خونچکاں آنکھیں دل صدیہاں کا گواہ ہیں
ہاں عقیدت میں ہمتاری افضل انسان ہیں ہم
اس ہمتاری آہ وزاری سے ہمیں کیا فائدہ؟
سینہ زن ہوتے ہیں اس کی موت پر کچھ آدمی
جب سمجھتے ہو ہمیں زندہ تو کیوں روئے ہو تم؟
واقعہ یہ ہے شہیدوں کو تو موت آتی نہیں
اسیہ کیا روزانہ شہیدوں کو گوارا ہے یہی
زندگی کو ڈھونڈتے ہیں موت کے طوفان میں
گھٹا پر تلوار کے پڑھتے ہیں دور کھٹ نماز
سچی گریں پھینک دیتے ہیں سرانیا کا ٹکڑ
بار احسان کیا اٹھائیں دوش پر سر سہی نہیں
زندگی اپنی مصیبت یا مرض ہوتی نہیں
جرعہ کوثر سے سمجھتی ہے ہمارے دل کی پیاس
فطر تا ہم ان سے بے پرواہی اور ہزار ہیں

اپنی نظروں میں جہاں فی نفسہ ناچ رہے

حقیقت سے تو بھر مظلومیت کیا چیز ہے

عادل باطل ہو تم نزدیک باطل چھوڑ کر
موت پر گریہ سننا دات پھر بھی گریہ مرتب
گود کے نیچے بھی رو لیتے ہیں اکثر چھوڑ کر
شیوہ و شہیوں شہید اہل وفا ہوتا نہیں
مرد میں ذہنیت مردانہ ہوتی چاہیے
حب جفاؤں کی گٹھائیں ہم پھٹیں چھائی ہوتی
آپس فرزندوں کی لاشیں جب ہمارے سامنے
مشرع صبر و رضا کی پاسداری ہم نے کی
جب ہمیں نرغے میں لیکر تیر رہائے گئے

یوں جواب صاف ملت کے منافق کو دیا

سردیا لیکن نہ اپنا ٹاٹھ فاسق کو دیا

ہے کوئی جس نے یہ دس حریت ہم سے لیا
ہے کوئی جس نے یہ ذوق معرفت ہم سے لیا
ہے کوئی جس نے ہمارے کام کی تجدید کی
ہے کوئی جس نے ہماری کی حقیقتی پیڑی
جیتے جی والیں خدا کو جس نے کردی زندگی

ہے کوئی قاتل کو دی جو بے خود بھڑکھلا

ہے کوئی جو کٹ گیا لیکن نہ سجدے سے اٹھا

یہ نمائش یہ تماثیل یہ تنوع کاریاں
یہ لباس نو میں اپنی شان و شوکت کی نمود
یہ رنگیلے پیرن آنکھیں نشلی ہونٹ لال
عورتوں کی بھیڑ مردوں کا جھوم و اثر دھام
عارضہ گلوں پہ کاکل کی لٹیں لٹکی ہوئی
یہ فریب نفس جھوٹا بانچن بازار میں
ڈھول اور ناشوں کا یہ ہنگامہ حشر آفریں
یہ زیارت، کے ہانے یہ نظارہ بازیاریاں
یہ غلط اسراف یہ اسلاف کی رسوائیاں

نہا اس سے بجز غرض یا کاری نہیں!

اور کیا ہے یہ جو توین عزاداری نہیں

جہات آفریں شہادت

(اسد ملتانی)

اہل دل قربانی شہید کا غم کیوں کریں
دے کے اس مردانہ قربانی کو مظلومی کارنگ
سر کیا کس سکون و صبر سے شہید نے
زندگی کا جزو ہونی چاہیے یاد حسین
جب ظفر مندی شہیدوں ہی کے حصے میں رہی
ہم منقاب ہی سناٹے مصائب کے بجائے
آنسوؤں سے اوس پر جاتی خود لکے جوش پر
سرفروشی اور جان بازی کا میدان چھوڑ کر
زندگی کا درس دیتا ہے ہمیں خون حسین
گلبن بارے شہادت جنکو بننا چاہیے
آؤ اس سے دو گیتی کا بدل ڈالیں نظام

زندہ جاوید ہو جانے کا ماتم کیوں کریں
ہم شہید کر بلا کی شان کو کم کیوں کریں
رو کے اس جمعیت خاطر کو برہم کیوں کریں
ہم اے محدود آیام محترم کیوں کریں
دل کو پر غم کیوں کریں آنکھوں کو پر غم کیوں کریں
داستان فتح کو افسانہ غم کیوں کریں
زخم درد انگیز کو مرہون مرہم کیوں کریں
گریہ وزاری کے گوشے کیطرف رم کیوں کریں
موت کا سامان رو رو کر نہ سہرا ہم کیوں کریں
وہ جوانان جن تقلید شہبم کیوں کریں
جدیدہ ذوق عمل کو نذر ماتم کیوں کریں

اسوہ شہید اپنے سامنے ہے اے اسد

پیش باطل گردن تسلیم کو خم کیوں کریں

کشف التلبیس

مولف مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری یہ کتاب
شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی
ہے۔ شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ماسخی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن
چکا ہے۔ شیعہ رسالہ کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہونے والے شیعوں کی اس ظلمت کو کفر عقلی
و نقلی و لائل سے جذبہ پیرائیں لیغز اس کتاب میں موجود شیعوں کے تمام مظالم و اعتراضات
جوابات دئے گئے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۴ حصہ دوم ۴ حصہ سوم ہر محل طلب کرنے پر قیمت ۱۲
ملے کا پتہ:- دفتر شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

الانتباهية على الافتتاحية

یعنی مشرتی کا تذکرہ غلط

(قسط اول)

الحمد لله وحده والصلاة على من لا نبي بعده وعلى اصحابه واتباعهم الذين كل واحد منهم بذل في اهلاك اهل البدعة جهده ولا جدنا قول بحول الله تعالى في الاددو۔

عنایت اللہ مشرتی نے تذکرہ لکھتے ہوئے شروع میں ایک جزو عربی میں بھی لکھا ہے جس کا نام الافتتاحية جسکے متعلق اس کی یہ رائے ہے کہ یہ حصہ لاجواب ہو اور مافوق الفہم مخالفین جو کچھ بھی لکھتے ہیں اس کا باعث میرے کلام کو نہ سمجھنا ہے اور بس۔

اس مقام پر ہم افتتاحیہ میں جو اس نے دعاوی پیش کئے ہیں۔ یا جو عربی محاورات یا الفاظ استعمال کئے ہیں ان کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں کہ ایک طرف اس کا دعوئے رکھیں۔ اور دوسری طرف ہماری گذارشات پر نظر ڈرائیں اور خود ہی انصاف کریں کہ وہ اپنے دعاوی میں راستی سے کس قدر دور ہے۔

۱۔ اپنی کتاب کے تین سرورق لکھے ہیں اور ہر ایک پر یہ آیت دہرائی ہے۔

وَحَوْلًا عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنهَمْ لَا يَرْجُونَ

اس کا ترجمہ بھی دیا ہے۔

جس قوم کو ہم نے ایک دفعہ ہلاک کر دیا پھر اسکا ابھرنا محال ہے۔

مگر یہ ترجمہ اسلامی نقطہ خیال سے بالکل غلط ہے۔

کیونکہ سورہ انبیاء میں حشر و نشر کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بتلایا ہے کہ جن قوموں کو ہم نے ہلاک کیا ہے یہ ناممکن ہے کہ وہ ہماری طرف قیامت میں لوٹ کر نہ آئیں گے۔ علاوہ بریں مشرتی کا ترجمہ واقعات کی رو سے بھی غلط ہے تاویل بھی اس کی تفسیر کرتی ہو

خود یہودی قوم ہی دیکھئے غلامی سے کلک کر سلطنت تک

عہ ہمارا پیش نظر صرف تذکرہ کی تفسیر نہیں کیونکہ انتباہ تصبیح پر شامل نہیں نعم الناسی ان تضییع الیہا

ذلك من عند نفسه او محو و یثبت فی تنفیذ التنا

ما لیشاء او یکتب الحواشی تفصیلاً للاجمال او

توضیحا للسهو۔

پہنچ چکی تھی۔

۲۔ تیسرے سرورق پر یہ لفظ لکھے ہیں

فی مجلدات عشی

اور بتایا ہے کہ یہ تذکرہ دس جلدوں میں لکھا گیا ہے۔

۳۔ اس کے بعد دوسری سطریں لکھا ہے۔ «بل تشیبع

ما شیع ع اللہ» اس کا مقصود یہ ہے کہ میں اس تذکرہ میں وہ شریعت پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جاری کی ہے یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کیونکہ شریعت پیش کرنا نبی کا کام ہوتا ہے۔

۴۔ پھر لکھا ہے «جاء به كل الانبياء» اس کی مراد یہ ہے کہ وہ عملی دین پیش کرتا ہوں جو سب نبی لائے تھے مگر اس فقرے کا ترجمہ اصولی طور پر یوں ہے جو دین انبیاء کا مجموعہ لایا تھا۔

۵۔ تیسری سطر میں ہے صفی عن الدين القولي»

مطلب یہ ہے کہ زبانی اسلام سے میں روکش ہوں۔ جو علمائے اسلام پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس عبارت میں صوفی کو منصب پر بٹھانا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔

۶۔ پانچویں سطر میں لکھا ہے قد ابلخت فیہا المسلمین

الہما لکن بلاغاً اخیلاً» کہ میں نے اپنے ہم عصر تباہ

ہونے والے مسلمانوں کو آخری پیغام پہنچا دیا ہے اس میں دو کمزوریاں ہیں پہلی یہ کہ ابلخت کے بعد بلاغ لانا غیر ضروری ہے دوسرے یہ کہ اس قسم کا کلام نبی آخر الزمان کیلئے

موزوں ہے جو عصر دراز تک تبلیغ کرتا رہا ہو اور قوم پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ اخیر میں وہ یوں کہ کر رخصت ہوتا ہوا کہ میاں

میں آخری خدائی پیغام دیکھ چلتا ہوں۔

۷۔ پھر لکھا ہے «اوضحت لهم طریقاً یدخلهم فی

زمرۃ الاحیاء من قبل ان یدخلہم الخذاب»

میں نے تذکرہ کے اندر وہ راستہ واضح کر دیا ہے جو مسلمانوں کو زندہ قوموں میں داخل کرے گا۔ پیشتر اس کے کہ ان پر

غدا آئے اس میں غدا آئے کی پیشگوئی ہے مگر تعجب ہو کہ دعوئے نبوت کا اظہار نہیں ہے۔

۸۔ ستر سالہ ہجری ۱۲۹۷ھ عیسوی» یہ طریقی عبارت اردو سے عربی طریقی عبارت اس کے خلاف ہے کیونکہ ایسے موقع پر من الہجرت اور من الہیلا استعمال

کرتے ہیں۔

۹۔ طبعت هذه المقالة بواسطة النشایع علیہ السلام

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبدالعزیز کی سفارش سے یہ مقالہ طبع ہوا۔ اس مقام پر واسطہ کا لفظ بے جا ہے کیونکہ عبدالعزیز صرف متمتع سفارش کرنے کی حیثیت اس میں نہ تھی اور نہ

ی مشرتی نے اس کی منت سماجت سے طباعت کی اجازت حاصل کی تھی۔

۱۰۔ دوسرے سرورق کی آخری سطر میں لکھا ہے «شائع ہوئی»

اور پہلے تذکرہ اور مجلد اول کا ذکر کیا گیا جس کا خلاصہ یوں نکلتا ہے کہ تذکرہ مجلد اول شائع ہوئی یہ فقرہ اردو محاسن کے خلاف ہے۔

۱۱۔ پہلے سرورق کی آخری سطر میں لکھا ہے کہ تذکرہ برقی قوت سے طبع ہوئی ہے اس میں بھی وہی خامی ہے جو پہلے بیان کی گئی ہے اور قوت کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

مطبع میں صرف بجلی ہی کام کرتی تھی۔ انسانی ہاتھ کو دخل نہ تھا۔ اگر قوت کی بجائے کوئی اور لفظ لکھا دیا جاتا تو زیادہ مزوں ہوتا

تبلیغی کتابیں

برقی سمائی جس میں میزائے نادیاں کی اپنی فلم سے اسکے سوانح و عقائد و عبادات و معاملات و کائنات

تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ان نورا الدین و میرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد

مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے میزائوں کا ناظم بن کر دیا جو رعایتی قیمت ۴

شعبوں کے مشہور مسئلہ تفسیر کی حقیقت تشیع

از روئے مذہب شیعہ اسکی اہمیت واضح کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کے مذہب کا تمام تر دار و مدار جھوٹ پر ہے۔ قیمت ارنی سیکنڈ ہائیڈرو پے

اجتناب الحنفیہ صدائے علماء کا متفقہ فتویٰ دربارہ عدم جواز

نکاح سیدہ اشیعہ اس کے علاوہ شیعہ و میزائی مذہب کے کفریہ عقائد پر بھی واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں قیمت ۵

خالکاری مذہب مولانا اطوار احمد صاحب گوسی کی

ایک معرکہ آرا تقریر جسے خالکاری حلقوں میں جل پڑا کر دی جو جبکا جواب آج تک خالکاروں کی طرف سے شائع نہیں ہوا قیمت ایک پیسہ

لئے کا پتہ شیخ شمس السلام بھیرہ پنجاب

عدم تشدد کا فلسفہ و اسلام

گاندھی جی کے ایک مکتوب پر تبصرہ

رازخاں مولانا حفظ الرحمن جتاسیوہاری۔ رکن جمعیت العلماء ہند

گاندھی جی نے ۱۱ نومبر ۱۹۳۹ء کے سرچین میں "اختلاف رائے" کے عنوان سے ایک مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ یہ مضمون علی گڑھ کے ایک مسلمان کے مکتوب کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

اس مقالہ میں گاندھی جی نے اپنے عقیدہ "عدم تشدد" پر قرآن عزیز و سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خاص اسلوب اور سرائفہ بیان کے ساتھ گواہ بنایا ہے۔

اس وقت ہمارے سخن ان کے تمام بیان کردہ مباحث سے قطع نظر صرف اسی مسئلہ سے متعلق ہے تاکہ ان سیاسی مباحث میں ایک مذہبی مسئلہ کی حقیقت کے متعلق نہ گاندھی جی کو غلط فہمی رہے نہ دوسروں کو۔

عدم تشدد اسلامی
نقطہ نگاہ سے

ہند کے لئے ہماری جنگ کا طریق کار صرف "عدم تشدد" ہی ہو سکتا ہے اور اس مسئلہ میں ایک مسلمان کو مذہبی روشنی حاصل کرنے کیلئے قرآن عزیز کی مکی زندگی کے احکام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی سیرت کے واقعات کافی اور وافی شاہد عادل ہیں۔

گاندھی جی کا عقیدہ
لہذا ملک کے موجودہ حالات اور اسباب و واقعات کے پیش نظر عدم تشدد کا یہ عملی طریق کار مذہبی اور سیاسی دونوں اعتبار سے صحیح اور درست ہے۔ لیکن گاندھی جی کی بحث صرف اس

نقطہ ہی پر مرکب نہیں ٹھہر جاتی۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حسبِ ذیل نتائج ظاہر کرتی ہے۔

(۱) عدم تشدد (اسملاً) طریق کار نہیں ہے بلکہ انسان کی اجتماعی اور اخلاقی بلکہ مذہبی اور سیاسی ہر قسم کی زندگی کے لئے نصب العین اور آخری فلسفہ حیات ہے۔

(۲) عدم تشدد کے نصب العین ہونے کے متعلق انکی یہ سیرچ تحقیق ہے کہ قرآن عزیز کی تعلیم بھی یہی ہے۔

ہم کسی کتاب میں خواہ وہ الہامی اور وحی الہی ہی کیوں نہ ہو، اگر ایسے احکام اور مضامین بھی موجود ہوں جو اس کے بنائے ہوئے اصول کے خلاف ہوں تو ایسا ہونا ممکن ہے اور اس قاعدہ کے

پیش نظر اگر قرآن عزیز کی بعض آیات "عدم تشدد" کے خلاف نظر آتی ہیں۔ تو چندان مضائقہ نہیں ہے۔

(ہم) باوجود اس امر کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عزیز کو خدا کا کلام اور خود اس کا رسی اور رسول کہتے ہیں پھر بھی قرآن عزیز کی بعض آیات کا آیات سے اختلاف اور سیرت رسول کے بعض واقعات اور قرآنی تعلیم کے درمیان اختلاف ممکن ہے۔

اگرچہ گاندھی جی کے مضمون میں الفاظ کی تعبیر اس طرح نہیں ہے جس طرح دفت و ارم کے کی ہے۔ لیکن مفہوم مراد اور معنی کے اعتبار سے ان الفاظ کا تفسیر یہی مطلب نکال سکتا ہے۔

گاندھی جی نے ساتھ ہی یہ محدث بھی کی ہے کہ چونکہ وہ غیر مسلم ہیں اور ان کی "کی ہوئی تفسیر" مسلمانوں کے نزدیک ناقابلِ قبول ہوگی۔ اس لئے وہ آیات کی تفسیر سے گریز کرتے ہیں ورنہ تو وہ قرآن عزیز کی آیات سے اپنے مقصد کو ثابت کر سکتے ہیں۔

ہم ان کے مضمون کے مسطورہ بالا نتائج اور محدث دونوں سے اختلاف ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ترتیب داران کو واضح کریں اور بتائیں کہ اس مسئلہ کی اصل حقیقت کیا ہے؟

عدم تشدد نصب العین نہیں ہر طریق کار ہے
"عدم تشدد یا عدم تشدد" ایک ایسا عمل ہے جو فرد یا جماعت کو دنیائے جاہلیں کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اس عمل کا تعلق تنہا ایک شخص کی انفرادی زندگی سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے اثرات نیک و بد کے لئے دو جانبوں کا ہونا ضروری ہے لہذا عقلی اور فطری تقسیم کے پیش نظر ان ہر دو جانب کی صرف دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا دونوں کے درمیان قوت و ضعف میں مساوات ہے (۲) یا دونوں میں تفاوت اور فرق ہے پس اگر ایک دوسرے پر ظلم و تعدی کرے اور جائز حقوق کو پامال کرے اس کی عاقبت تنگ کر دے تو ایسی حالت میں دوسرے کو اس کے جواب اور رد عمل کے لئے عقل اور فطرت کا قانون کیا فیصلہ دیتا ہے اور "اخلاقی حکم" اس کے بارے میں کونسی راہ بتاتا ہے۔ اور پھر عقل و فطرت یا اخلاقی حکم ایسے شخص یا ایسی

جماعت کیلئے جو کبھی فیصلہ دیتے ہوں بحث طلب بات یہ ہو کہ اس کی اس منافذت اور رد عمل کی زندگی کیلئے یہ "فیصلہ" ایک طریق کار ہے یا نصب العین؟

یہ دو مسئلے ہیں جن کو سب سے پہلے "عقل" کی ترازو میں تولنا اور فطرت کے پیمانہ سے پانپنا ضروری ہے اس کے بعد اس پر غور و فکر کو متوجہ کرنا آسان ہے کہ اسلام نے اس کے متعلق کیا پیغام دیا ہے۔ اور کیا وہ پیغام فطرت و عقل کے عین مطابق ہو یا مخالفت ہے۔

علم اخلاق و علم نفسیات کا فیصلہ
علم اخلاق (Ethics) اور علم نفسیات (Psychology) کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ذرا سے طبعی کو بالکل فنا کر دینا قطعاً ناممکن اور

محال ہے اس لئے کہ جس قدر مطلق سستی نے انسان کو وجود سے نازا اور شرف کیا ہے اس نے بد فطرت اور وجود انسانی کے وقت ہی سے ان قوی اور ملکات کو اس کے خمیر میں گوندھ دیا ہے لہذا انسان اور بشری طاقت سے یہ باہر ہے کہ وہ اس کو فنا کر دے اور ان کے مقابلہ میں دوسرے ملکات کو عالم وجود میں لے آئے یا ان کی مابہت اور حقیقت کو تبدیل کر کے ان کے لئے کوئی دوسری حقیقت بنیاد کر دے۔ البتہ اسکو یہ اختیار بخشنا گیا ہے کہ وہ اپنے عمل اور کردار میں ان کو صحیح یا غلط طریقہ پر استعمال کر سکے اور ان سے اچھا یا برا کام لے سکے۔

اسی کے ساتھ علم الاجتماع (Sociology) اور علم الاخلاق کا یہ بھی متفقہ مسئلہ ہے کہ افراد انسانی میں سرفرو "جماعت" کا ایک عضو ہے اور جماعت اس کا مکمل "پیکر" اور یہ کہ جماعتی زندگی کی ترقی کا آخری نقطہ یہ ہے کہ تمام عالم انسانی خیر فانی نسلی، قومی، وطنی اور قسماً کے امتیازات سے بالاتر ہو کر ایک اور طرف ایک برادری بن جائے جس کا ہر فرد دوسروں کی طرح یکساں حقوق کا مالک ہو اور جماعت انسانی کا مکمل پیکر اپنے ہر ایک عضو اور فرد کی حیات کامل کے لئے یکساں کفیل و ضامن۔

اسی طرح یہ امر بھی غیر اختلافی ہے کہ انسان کے فطری ملکات اور طبعی قوی میں "قوت غضبیہ" بھی ایک قوت اور ملک سرجاس کی ذات اور اس کے حقوق کو دوسروں کی دستبرد سے بچانی اور محفوظ کرنی ہے۔

پس جس انسان میں یہ قوت حد اعتدال سے کمزور پڑ جاتی ہے تو وہ خود داری کے شرف سے محروم، اولستی و خواری سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اور جس شخص میں حد اعتدال سے آگے بڑھ جاتی ہے وہ وحشی و زندوں کی طرح بربریت و ظلم و تعدی کا پیکر بن جاتا ہے۔

عقل اور فطرت کا قانون
لہذا ان ہر مسئلہ متفقہ مسائل کے پیش نظر عقل اور فطرت کا یہ قانون نے ہے کہ انسان جب کبھی ظلم و تعدی کا شکار ہو تو اگر وہ اس کے دفاع اور رد عمل کی طاقت نہیں رکھتا

تاریخ وفات حضرت پیر جماعت علی شاہ ضا ثانی ساکن علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

از حجاب مولانا حاج الحافظ حکیم مولوی عبدالرسول
صاحب کلال ساکن بکھر بازار ضلع شاہ پور ضلع نازانہ
نقشبندیہ، واسرا الصوفیہ و انوار تھری وغیرہ کتب

دلچسپ کہ ذات حمیدہ صفات
متوکلین عالم شش جہات
جماعت علی شاہ ثانی ولی
رسیدہ بقرب خدا در حیات
رشدیش بفرمان حق کل نفس
اجل چونکہ بحشید ذوق مات
ز فقه شش تمامی جہاں تیرہ شد
زعم ماتش گشت در کائنات
بدگاہ او بہر طلب خدا
ہجوم خلائی الوف و مات
بجملہ شرفش بد از ہر فیض
کثیر اہل ذکر و ہم از ذاکرات
کین علیہ کہ ہا عمار او
ہمہ طاسراشد و ہم طاسرات
گریند ارض و ساگر سزد
بنالند از عسم ہمہ ممکنات
ششید اس نجر عبد تارخ حبت
گفتش تجہرت دل بے ثبات

یہ اسمش۔ ولی ثانی اہل کمال
شمر جو تو تاریخ سن وفات

(مادۃ تارخ)

جماعت علی ولی ثانی اہل کمال

۱۳۵۸ھ

تردید مزرائیت خاکساریت و آریہ سماج

مولانا لال حسین صاحب آختی کوترید مزرائیت میں یہ طوطی
حاصل ہے اور آپ نے دیوں کو بھی ان کی اصل زبان سنسکرت میں
پڑھا ہے۔ مولوی صاحب نے افریقہ اور ہندوستان میں مزرائیوں
اور آریہ سماجیوں سے میسوں کامیاب مناظرے کر کے
مخالفین اسلام کو فاش شکستیں دی ہیں اسلامی انجمنوں اور مسلمان بھائیوں
کی خدمت میں التماس ہے کہ جہاں صداقت اسلام
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر یا مزرائیت خاکساریت
اور آریہ سماج کی تردید کے لئے مناظرہ یا تقریر کی ضرورت
ہو۔ تو مولانا موصوف کو بلوانے کے لئے پتہ ذیل
پر خط و کتابت کریں۔

سیکرٹری انجمن تائید اسلام فیض باغ لاہور

تعارف باہمی کی حد تک اگرچہ قابل قبول ہیں۔ لیکن اعمال و کردار
فضائل و زوائل معاشرت و مناصرت اور اعتقاد و ایمان کی
حدود میں ناقابل قبول اور خود ساختہ صنم کی حیثیت رکھتے ہیں۔
لہذا اس کی دعوت و ارشاد کا نصب العین یہ ہے کہ تمام عالم
انسانی اعتقاد و ایمان اور اخلاقی اعمال و کردار میں ایک ہی نقطہ
پر جمع ہو جائیں۔ اور ان کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہے۔ اور
ہر فرد انسان دنیا کی تمام انسانی برادری کو اپنا پیکر اور جسم لیتین
کرے اور کل دنیا انسان ہر فرد انسان کو اپنے پیکر و جسم کا
ایک کارآمد عضو تصور کرے۔

اسی وسعت نظر اور بلند فکری فکر کا نام علم الاخلاق میں پیش اعلیٰ
ہے، اور یہی انسان کی اخلاقی زندگی کا آخری مقصد ہے اسی لئے
قرآن عزیز نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے متعلق
یہ نصرت کی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

(سبا)

ترجمہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم کو تمام انسانی
برادری کے لئے یکساں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپ سب
کے لئے اچھے کردار پر ثبات دینے والے اور برے کردار
پر ڈرانے والے ہیں۔

اور اس پیغام سے متعلق آپ کی ذات اقدس کی حقیقی صفت کا
اس طرح اظہار فرمایا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء)

ترجمہ اور ہم نے تم کو کل جہاں بھیلے رحمت بنا کر بھیجا ہے
اور خود ذات اقدس نے اپنی بعثت اور مقصد نبوت و رسالت کو
ان جگہاں الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

ان فی لجنت لا تمم مکرم الاخلاق (اوحاسن

الاخلاق) (المحذث)

ترجمہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کرمانہ کو کمال تک پہنچاؤں
اسی لئے اسلام نے کسی حالت میں بھی اخلاق کرمانہ کے
اصول سے شکر ظلم و عدوان یا تشدد و تشویش پر اپنی "دعوت و تبلیغ"
کی اساس کو قائم نہیں کیا اور اس نے اسکے لئے صرف ایک ہی اصول
بیان کیا ہے

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ

الحسنۃ و جادلہم بالتیھی احسن رائی

ترجمہ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف ملاؤ حکمت و دانائی

کے ساتھ اور اچھی اچھی نصیحتوں کے ذریعہ اور ان

(مخالفوں) سے بحث و مباحثہ کرو اچھے طریقہ اور برتری

کے ساتھ

البتہ جب کوئی شخص یا فرد یا عالم انسانی کی چھوٹی بڑی عبادت
اخلاق کی اس بلند پایہ تعلیم و اخوت عامہ کے خلاف علم بغاوت
بلند کرے اور اس راہ صداقت میں راہ کا حق سچے سچے کو اب
داعی حق و صداقت کا فرض ہے کہ وہ عزم کرے کہ اس مقصد اعلیٰ
اور اجتماعی نصب العین کے بقا و تحفظ کے لئے باراد کا حق سچے سچے
کے لئے کون سا طریق عمل مفید ہے، اور جس کو وہ مفید سمجھے
اختیار کرے۔ ربانی آمین

جواب طلب امویا کھیلے واپسی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے
(منیجر)

اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ سرگزشت و مقاصد اور درو عمل
کا وہ طریقہ اختیار نہ کرے جس سے ظلم و فح ہونے اور ظالم کی
قوت شکست ہونے کے بجائے خود اس کی سستی ہی مٹ جائے
اور اسی طرح دوسروں کو براباد کرنے کے لئے ظالم کی طاقت میں اور
اضافہ ہو جائے۔ بلکہ صبر و ضبط کے مسلحہ کو کام میں لا کر ایسی مقاصد
اور ایسے اعمال کو اختیار کرے، جس کے نتیجہ میں ظالم کی ظالمانہ طاقت
کو صدمہ پہنچے اور آہستہ آہستہ شکست ہو کر مظلوم کو آزادانہ اور
مساویانہ زندگی میں سانس لینا نصیب ہو۔

اور اگر برابری کی طاقت یا ایسی کمزور طاقت کا مالک ہے جو
مساویانہ برابری اور مقاصد و مقابله کے لئے اس کے غالب
گمان میں کافی ہے۔ اور ماحول کے اثرات سے وہ غالب کو مغلوب
کر دیتے پر قادر ہے تو اس کے لئے انفرادی زندگی میں دونوں
راہیں کٹا رہ ہیں۔ یہ کہ اپنا نقصان برداشت کرے خود کو مصائب
و آلام کا شکار بنائے۔ اور مخالف کو عفو و درگزر کے اخلاقی مسلحہ
سے فتح کرے۔ اور ظالم کو ظلم سے رشک گاری دلائے۔

یامادی قوت و طاقت کے ذریعہ صرف اس حد تک مقابلہ
کرے جس حد تک ظالم نے ابتداء کی ہے اور اس سے ایک
شوشہ زیادہ بھی اس میں اضافہ نہ کرے تاکہ بدلہ اور انتقام کی
اسپرٹ میں کہیں یہ خود ظالم نہ بن جائے۔

اور اگر یہی "صورت" اجتماعی زندگی کے مقابلہ میں پیش آئے
تو پھر یہ دیکھنا فرض اور ضروری ہوگا۔ کہ طلب حق یا مدافعت ظلم
یا انتقام حق کے لئے کونسی راہ جماعت کے مفاد کے لئے بہتر

اور انسب ہے اور کون سی راہ مضر اور نقصان دہ
پس اگر عفو و درگزر اور صلح و آشتی کے ذریعہ کامیابی
متوقع ہے تو وہ صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر عدم تشدد
کے طریق کار سے مفاد و مت اور مدافعت مناسب ہو۔ تو
اس کو کام میں لایا جائے۔ اور اگر ایسے سم آلود عضو کو کاٹ
دینا اور مادی مسلحہ کے تریاق سے اس زیر کو کھجاکر جماعت کو
بچالینا ضروری نظر آئے تو ایسا کرمانہ صرف مناسب اور مفید
ہے۔ بلکہ وقت کا اہم فریضہ ہے۔

قدیم و جدید اہل عقل کا یہ فیصلہ "واقعاتی اور عملی زندگی
میں ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ اور اس کے خلاف ایک مختصر
علماء اخلاق نے جب کبھی یہ آواز بلند کی ہے کہ ہم کو مجاہدہ
اور ریاضت کے ذریعہ ان فحائے طبعی کو موت کی مینہ سلا دینا
چاہیے تو سلیم الفاظ علماء اخلاق کی کثیر جماعت نے ہمیشہ
ان کے اس نظریہ کو علم و عمل کی روشنی میں ناکام ثابت کر
دکھایا۔ اور یہ واضح کر دیا۔ کہ فحائے طبعی کے وجود سے جنگ کرنا خود
فطرت اور خالق فطرت کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ اور اس کا
نتیجہ خود بصورت خواب اور حین خیال کے سوا دنیا کے علم و عمل
میں بے حقیقت و بے بنیاد ہے۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے۔ اس لئے اس نے بھی
انفرادی و اجتماعی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو اخلاق کے ان ہی
فطری اور عقلی اصولوں پر قائم کیا ہے

وہ کتنا ہے کہ تمام انسان ایک ہی
اسلامی اصول رشتہ اخوت میں منسلک ہونے
چاہئیں۔ انسانیت کا جو رشتہ اپنے خالق کے ساتھ ہے۔ وہ
بغیر امتیاز کے سب کے لئے یکساں ہے۔

اس لئے قومیت، وطنیت، نسلی اور خاندانی امتیازات

بکر و ثبوت

(مولانا لال حسین صاحب اختر فیض باغ لاہور کے قلم سے)

میرے اس مضمون کا عنوان مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام بزرگ پیشگوئی ہے۔ مرزا جی نے لکھا ہے:-
 ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب پر مولوی محمد حسین صاحب ٹٹا لوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام سے آئے ہیں اس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سننا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ
 ”بکر و ثبوت“ جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز سر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلِ تعالیٰ چار برس اس بیوی سے سوچو ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(زبانی القلوب طبع اول ص ۳۲۰ تذکرہ ص ۳۱۸)

یہ الہام ۱۸۸۸ء کا ہے جس میں مرزا جی کو بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائیں گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ بقول مرزا کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ نکاح بیوہ کے الہام کا انتظار ہو رہا ہے۔ مرزا جی کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوا۔ اور وہ اس انتظار و حیرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ مرزا جی کی اس ناکامی نے قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ یہ الہام پیشگوئی کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مرزا جی اس پیشگوئی کی اپنی سیدھی تاویل کرنے کے لئے کسی مشروط کا بہانہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ الہامی عبارت اور اس کی تشریح بتا رہی ہے کہ یہ پیشگوئی بلا مشروط ہے نہ ہی بیوہ کے نکاح کے الہام کو کھڑی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی پر حیران کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ۱۸۸۸ء کا الہام ہے اس وقت محمدی بیگم کے نکاح کا قصہ ہی شروع نہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی اس وقت تک مرزا جی کو محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق کوئی الہام ہوا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے:-

”اسی طرح شیخ محمد حسین ٹٹا لوی کو لفظ پوچھنا چاہیہ کہ کیا یہ قطعہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا۔ اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام تم کو سنایا تو میں نے ایک تازہ

لے یہ بھی غلط ہے کہ کنواری کے نکاح کا الہام پورا ہو گیا۔ کیونکہ مرزا جی نے لکھا ہے:- ”دو عورتیں سے جب تک جزو باطل ہو جائے تو وہ اس بات کو مستلزم ہوئی کہ دوسرا جزو بھی باطل ہے“۔ چنانچہ بیوہ کے نکاح کا الہام مزید جھوٹ نکلا تو بقول مرزا جی کنواری کے نکاح کا الہام بھی غلط ثابت ہوا کیونکہ ایک جزو کے باطل ہونے سے دوسرا جزو خود بخود باطل ہو گیا۔

الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا۔ اور اس شادی اور اس کی دوسری جزو پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ ”بکر و ثبوت“ یعنی مقدروں سے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعد ایک بیوہ سے میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا جو مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر مجھ میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بکر کے قصہ کا اچھا نشان نہ تھا اور نہ بھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر ہوا اس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا۔ اور دوسرا حصہ جو ثبوت یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ بیٹھا۔“

(ضمیمہ انجام ختم ص ۳۱۸)

جب مرزا جی اس جھوٹی پیشگوئی کا کوئی جواب نہ دے سکے تو انہوں نے ثبوت کے الہام کو تاویلات کے شکنجے میں جکڑ کر اس کی صورت کو مسخ کر دیا جیسا کہ ”تذکرہ“ کے مرتب نے تریاق القلوب سے یہ پیشگوئی درج تو کر کے لکھا ہے:-

”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا جو جبکی آئیں اور ثبوت رہ گئیں خاک و مرتب“ (تذکرہ ص ۳۱۸)

حضرت ام المومنین مرزا جی کے الہام کو پھر ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی تذکرہ کے مرتب کی دہل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے

مرزا جی تو لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ لیکن مرزا جی کا ایک چیلہ کہتا ہے کہ ایک ہی نکاح سے الہام پورا ہو گیا۔ یعنی نصرت جہان بیگم صاحبہ کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا جی سے نکاح ہوا اور مرزا کی وفات کے بعد بیوہ رہ گئیں۔ ص ۱۲۱ بیوہ اپنے مسیح موعود کی عبادت کو غور سے پڑھو تو تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ کہ وہ یہ نہیں لکھتے۔ کہ میری بیوی بیوہ رہ جائے گی۔ بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں میرے نکاح میں لائیں گا۔ ایک کنواری اور دوسری بیوہ پس تم بناؤ۔ کہ کسی بیوہ عورت سے مرزا کا نکاح ہوا؟ اگر کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا تو انہیں مرزا صاحب کو کاذب ماننے میں کون سا اہم مانع ہے؟ کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا جی کا ثبوت والا الہام مزید جھوٹا اور کھلا ہوا افترا ثابت ہوا پس مرزا جی کا ذہن کھلے کیونکہ

”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(رحیمہ معرفت مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۲۲۲)

ازالہ شکوک

میرزا بیوہ کے بعض مغالطوں کے جوابات

(از مرزا)

میرزا جی۔ تم کہتے ہو کہ نبوت ختم ہو گئی ہے اب اگر واقعی نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ تو حدیث لہریتی من النبوة الا المحدثات کا کیا مطلب ہے

جواب اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت عطا نہیں ہوگی وہ بھی نہیں کہلا سکتا البتہ اولیاء اللہ کو روایہ صالحہ یا بشرات میں سے حصہ ملے گا۔ اگر بشرات کو نبوت کا چھپا لیسواں یا چالیسواں حصہ قرار دیا جائے تو بھی مرزا جیوں کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ایک سیر کو من کہنا یا ایک پیسہ کو روپیہ کہنا دنیا کی کسی لغت میں جائز نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ نبوت کی کوئی قسم بشری یا غیر بشری ظلی یا بروری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی۔ میرزا جی۔ نواس ابن سمان کی حدیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جادفہ نبی اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔ گویا حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد نبی ہو گئے۔ آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ آپ نو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کے قائل نہیں ہیں

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سمجھانے کے لئے فرمایا ہے کہ مسیح سے مراد وہی مسیح ہے جو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ لہذا مسیح نبی اللہ کے نزول کے منتظر رہنا۔ اور کسی ایسے شخص کو مسیح نہ بنالینا جو نبی نہ ہو سکتا ہو۔ چونکہ اب نبوت میرے بعد سردودے اور میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہذا مسیح ابن مریم نبی اللہ کے بغیر کسی اور شخص کو کو مسیح موعود تسلیم کرنے سے انکار کر دینا۔

نواس ابن سمان کی اسی حدیث کے متعلق میرزا صاحب لکھتے ہیں۔

”وہ یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جسکو ضعیف سمجھ کر تیس لمبیں امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا پھر طحاوی نے ازالہ اوہام ط ۱۸

افسوس کہ میرزا صاحب کے زعم کے مطابق تو یہ حدیث ضعیف ہو۔ اور میرزا جی اس حدیث کو اجراء نبوت کی دلیل قرار دے کر اپنے موعود مسیح کو اللہ کا نبی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس بے صولی پر ان کو شرم و ندامت محسوس کرنی چاہئے۔

ختم نبوت کے متعلق اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت کا عہدہ عطا نہ ہوگا۔ مگر ہمارے اس عقیدہ کا یہ مطلب سرگرم نہیں کہ سالقہ انبیاء سے بھی نبوت چھین لی جائیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس کو بھی منصب نبوت عطا ہوا چکا اس پر ختم نبوت کے اعلان کا اثر نہیں ہو سکتا البتہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کے بغیر نجات ممکن نہیں حضرت مسیح علیہ السلام نزول سے پہلے تورات کی شریعت پر عمل پیرا تھے۔ بعد نزول قرآن مجید کے مطابق حکم دیا کریں گے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں ان علی نبی قبلہ و نزل احدا و حکم نبی دینہ الخ (شرح مشفح ص ۲۱۸) یعنی حضرت مسیح علیہ السلام

اسلامی سیاسیات پر دبیرانہ تبصرہ

(از جناب مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی در ترجمان القرآن)

ذیل میں ہم حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ایڈیٹر ترجمان القرآن لاہور کے ایک مکتوب گرامی کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ مولانا ممدوح نے یہ مکتوب اپنے ایک دوست کے نام روانہ فرمایا تھا۔ خواجہ زمر ملام، مودودہ، اجنوری سیکرٹری میں مکمل طور پر شائع ہو چکا ہے (مدیر)

مسلمان لیڈروں کی نااہلی

”مسلمانوں کی سب سے بڑی بلیسی ان کے لیڈروں کی نااہلی ہے۔ میں اس نااہلی کے الزام سے مسٹر جناح صاحب کو مستثنیٰ نہیں کرتا بلکہ بیشتر ذمہ داری ان ہی پر عائد کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک ایسا کام اپنے ذمہ لیا جسے انجام دینے کی پوری استعداد ان میں نہ تھی۔ اور اسکو باوجود اس لئے کے بعد بھی استعداد بہم پہنچانے کی انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔“

مسٹر جناح کی ساری بازی عفت اتنی ہے کہ انگریز اور ہندو کی کشمکش سے کھیلیں اور خطرے کو ٹالتے رہیں۔ مگر غور تو کیجئے کیا محض سیاسی چالوں کے بل پر کوئی قوم جی سکتی ہے جینے کے لئے تو طاقت کی ضرورت ہے۔ اور طاقت شرط کھیلنے سے پیدا نہیں ہوتی۔“

واضح اور معین مقصد کا فقدان

”طاقت پیدا کرنے کے لئے مسٹر جناح بہت پیچھے کر سکتے تھے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے قصداً انہوں نے کچھ نہیں کیا یا وہ جانتے نہیں تھے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ بہر حال وہ پس پھاڑتے رہے کہ مسلمانوں کو جمع ہو جاؤ اور اب تک..... اس پکار پر انہوں نے کچھ اضافہ نہیں کیا۔ مگر محض جمع ہو جانے کی پکار تو کسی قوم کو جمع نہیں کر سکتی محض کانگریس اور ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کا رونا روئے سے بھی اجتماعی قوت پیدا نہیں ہو سکتی اس کے لئے تو ضرورت ہے کہ قوم کے سامنے ایک واضح اور معین مقصد رکھا جائے۔ ایک ایسی یجائی چیز جس میں مسلمانوں کے لئے فی الواقعہ کوئی جاوہیت ہو اور جو مسلمانوں کی ضروریات کا پورا حل اپنے اندر رکھتی ہو ایسی کوئی چیز مسٹر جناح اور ان کے اعوان و انصار نے آج تک پیدا نہیں کی میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہو کر حقیقت وہ مسلمانوں کو اس کی فطرت کو اور اس کی حقیقی ضروریات کو جانتے ہی نہیں ہیں۔ ان کو اسلام ہی علمی اور عملی دونوں حیثیتوں سے کبھی واسطہ نہیں رہا۔ مسلمانوں کے عوام اور متوسط صاحب فکر طبقے سے بھی وہ دور دور رہے۔ اس لئے ان کے حقیقی احساسات اور ان کی واقعی ضروریات سے کبھی واقف نہیں ہو سکے۔ اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی ضروریات سے واقف ہی نہ ہو۔ تو انہیں پورا کرنے کے سامان کیسے کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ آج تک کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کر سکے جس سے ہندوستان کے مسلمان اپنا جماعتی لفظ اختیار کر دے سکیں۔ اگر جناح صاحب کی لیڈرشپ میں یہ بنیادی غامی موجود نہ ہوتی تو اپنی حرکت سیاسی شروع کرنے کے ساتھ وہ

پہلا کام ہی کرتے۔ اب جو آپ مسلمانوں کی قوتوں کو مائل انشاء پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے سامنے کوئی صاف اور متعین چیز رکھی جی نہیں گئی جس کی کشش ان کو جمع کر سکے۔ اور جس کی طلب ان کے جذبات کو ابھار سکے۔ اجتماعی طاقت محض ”جمع ہو جاؤ“ کی پکار سے پیدا نہیں ہوتی۔ اور نہ محض دوئوں کی چیرہ دستیوں کا ماتم ہی اس کے لئے کافی ہو سکتا ہے اس کے لئے تو ایک ایسے بلند قابل حصول مقصد کی ضرورت ہے جس کی طلب کسی قوم کے عمیق نفسیات سے ابھرتی ہو۔“

اسلامی قیادت کیلئے پہلی شرط

”طاقت پیدا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مسٹر جناح اپنی زندگی کو بدلتے محمد علی مرحوم بھی آخر انگیزیت میں غرق رہ چکے تھے۔ مگر جب مسلمانوں کی قیادت کا بار ان کے کندھوں پر آ پڑا تو انہوں نے اپنی زندگی کو بدل دیا اور وہ مذہبی شان اپنے اندر پیدا کی جو عامۃ المسلمین کو اپیل کرتی ہے۔ کسی قوم میں وہی لیڈر کامیاب ہوتا ہے جو اس قوم کے نشیث ٹائپ کا کامل یا کم از کم قریب بہمال نمونہ ہو۔ ہندو قوم میں جو زبردست مرکزیت کا مذہبی کی شخصیت نے حاصل کی ہے اور اس مرکزیت کی طاقت کے کوششے جو آپ دیکھ رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہندو کے تخیل کو آدمیت کا جو نمونہ اپیل کرتا ہے گا مذہبی اس کے بالکل مطابق ہے۔ مگر مجھے شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان کے ذہن کو جو نمونہ اپیل کرتا ہے مسٹر جناح اس کے برعکس ہیں۔ یہ گھڑ گھڑ مسلمانوں کا لیڈر اور ان کی کلچر کا ”محافظ“ اپنی شخصی حیثیت میں نہیں بلکہ نمائندہ ملت..... جو نے کی حیثیت میں جو اسرار لال کے ساتھ رمضان کے زمانے میں دوپہر کو بیچ کھاتے۔ میسرے پر کروا کر لال لال سگرٹ پیٹے ہوئے برآمد ہوتا ہے اس کی عمارت میں لیگ کے اسٹیج پر مسلمان خود ہی شہر جہاں کے ساتھ آکر تقریر کرتی ہیں۔ اور شرعی اعتراض کھڑے والوں کو اسلامی کلچر کا یہ محافظ ڈانٹ بتاتا ہے خدا را مجھے بتائے کہ ایسا لیڈر کبھی مسلمانوں کے قلب و روح پر حکمران ہوئے ہیں کامیاب ہو سکتا ہے اور کیا غیر مسلموں پر اس کا اخلاقی رب قائم ہو سکتا ہے جب کہ وہ ہمزج طور پر یہ دیکھ رہے ہوں کہ جس مقدس کی وکالت کے لئے وہ اٹھتا ہے۔ اس کی حمایت میں وہ خود مخلص نہیں ہے۔“

جناح صاحب کی اہم ترین کمزوریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ عوام اور

متوسط طبقے سے مکمل مل نہیں سکے۔ غریب کارکنوں کے دل ہاتھ میں لینے کی تدبیریں نہ تو جانتے ہیں۔ اور نہ اپنی امیرانہ طبیعت پر اتنا جبر گوارا کر سکتے ہیں کہ کم حیثیت لوگوں سے رابطہ رکھ سکیں۔ انہیں اپنی ہم نشینی کے لئے بڑے بڑے دولتمند ذمی مرتبت، عالم نظام لوگوں کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ اس سرگرمی میں سیاسی جنگ کے مرد میدان طے مشکل ہیں۔ جو لوگ مرد میدان ہو سکتے تھے وہ مسٹر جناح کی نظر نہیں چڑھ سکے اور انہوں نے ورکنگ کمیٹی میں ان لوگوں کو جمع کر لیا جن میں کوئی ایک بھی سیاسی جنگ لڑنے کی قابلیت، جرأت اور عملی تجربہ نہ رکھتے والا نہیں ہے۔ ایک طرف کانگریس کا بائی کمانڈ ہے جس کا سرکردہ عوام سے رابطہ رکھنے والا ہے کسانوں اور مزدوروں میں کام کئے ہوئے ہے۔ اپنے مقصد کی راہ میں جسمانی شہتیں اور تکلیفیں اٹھا چکا ہے دوسری طرف لیگ کا بائی کمانڈ ہے جس کے ارکان کے تعلق کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے اسی کے ارکان میں سے ایک وہ صاحب بھی ہیں جنہوں نے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے فرمایا تھا کہ جنگ میں انگریز کی مدد کرنا خدا سے غداری کرنا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو ساتھ لے کر جناح صاحب پانی پت کا معرکہ سر کرنے چلے ہیں۔

ان کمزوریوں کو آپ کے حریف خوب جانتے ہیں ان کی نظر سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لیگ کا کوئی وزن محسوس نہیں کرتے جو چیز ان کو باہر مسٹر جناح کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کرتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ عامہ مسلمین کانگریس پر ناراض ہیں۔ اس ناراضی کو وہ اپنی راہ کار ڈرا سہجھتے ہیں اور اسے دھڑکنے کے لئے مسٹر جناح کی بارگاہ عالی کے چکر کاٹتے ہیں ورنہ انہیں جناح صاحب اور ان کے بائی کمانڈ سے اس امر کا کوئی خوف نہیں ہے کہ یہ لڑ کر ہمیں شکست دے سکیں گے انہیں خوب معلوم ہے کہ ان کا مد مقابل کتنی قوت اور ہمدلت جنگ رکھتا ہے۔“

سادات قریش کی اصلاحی ماہگاہ القریش

”تذکرہ برادری“ کے علاوہ ”شذرات“ کے تحت سیاسی و غیر سیاسی حالات حاضرہ پر غایت دلشیں طریق پر مدلل و مبرہن بحث کی جاتی ہے اخلاق سوز افسانوں کی بجائے قصص القرآن اور تذکرہ اربعین مخصوص اور موثر انداز میں بالالترام شائع ہوتے ہیں۔ لہذا غور و غبر کے زیر عنوان دلچسپ اور سبق آموز حقائق شائع کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں واقعات و حوادث اور مختصرات رسالہ کی صورت میں اجنوی حیثیت دلکش و دیدہ زیب طبعات و کتابت عمدہ، سرورق رنگین و خوشنما جبریل میں بیت اللہ شریف کا فوٹو دیا گیا ہے۔ قیمت سالانہ روسا سے صر عام برادران تذکرہ اور طلباء سے عام نمونہ کا پرچہ مفت۔

ملنے کا پتہ منیجر القریش شریف گنج امرسر

